

حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ

نسط
۴

اشتراکیت

★

اکتازیت

★

اسلامی اعتدالیت

کیونترم
سرمایہ داری
اور
اسلام

معاشیات اسلام کا تقضیاتی نظام

معاشیات کا تعلق چونکہ انسان سے ہے اور انسان مختلف پہلو رکھتا ہے۔ چونکہ انسان ایک شخصی وجود رکھتا ہے، اس لئے اس کا ایک پہلو انفرادیت کا ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ ایک انسان کو دوسرے انسانوں سے اجتماعی تعاون کی ضرورت ہے۔ اس وجہ سے اس کا دوسرا پہلو اجتماعیت کا ہے۔ اس لحاظ سے کہ وہ زندہ مخلوق ہے۔ اور اسکی بقا و حیات کے لئے مخصوص اسباب کی ضرورت ہے۔ اس بہت سے وہ معاشیات کا موضوع ہے۔ پھر انسان چونکہ ایک روحانی مخلوق ہے۔ اس لئے وہ روحانیت کا بھی موضوع ہے۔ انسان ایک مخصوص فطرت رکھتا ہے، اس لحاظ سے وہ نفسیات کا موضوع ہے۔ انسان کو چونکہ کائنات اور خالق کائنات دونوں سے تعلق ہے، اس لئے انسان کا ایک کائناتی پہلو ہے۔ اور ایک الہیاتی پہلو بھی۔ اب جو مفکر انسان پر صرف معاشی حیثیت سے غور کرے گا۔ وہ خطرناک غلطی کا مرتکب ہوگا۔ جس طرح اگر کوئی انسان دل کا بھی مریض ہو اور معدے کا بھی، پھر دماغی مریض میں بھی مبتلا ہو۔ تو جو ڈاکٹر یا حکیم اگر اس کا علاج بحیثیت مریض قلب کرے گا۔ اور معدے اور دماغ کے مریض کو نظر انداز کرے گا تو ایسی صورت میں اس انسان کی ہمہ جہتی صحت یا بی نا ممکن ہے۔ اگر

انسانی اعضا میں بلحاظ صحت باہمی ارتباط موجود ہے جسکی وجہ سے اسکی کلی صحت تمام اعضائی پہلوؤں کے ممکن علاج کرنے پر موقوف ہے۔ تو ایک انسان کا علاج بھی صرف معاشی نقطہ نظر سے غلط ہے۔ جب تک اس انسان کا تمام پہلوؤں کے لحاظ سے علاج نہ کیا جائے۔ اشتراکی اور اکتنازی نظریات میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ان مفکرین نے انسان کے صرف ایک پہلو (معاشی) پر نظر ڈالی اور باقی تمام پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کیا۔ اس لئے انہیں بڑھتی گئیں، اور معاشی مسئلہ بھی حل نہ ہوا۔

اسلام کا ہمہ جہتی معاشی حل | اسلام چونکہ دین الہی ہے جسکو تمام انسانی پہلوؤں پر نظر ہے۔ اس لئے اس نے انسانی انفرادیت کو بھی قائم

کیا۔ اور جائز طریقوں سے انسان کو رزق کمانے اور شخصی ملکیت برقرار رکھنے کی پوری آزادی دی اور کوئی طاقت اسکی اس فطری آزادی کو سلب کرنے کی مجاز نہیں۔ قرآن پاک کا اعلان ہے: ان لیس بالانسان الامامی انت سعيہ سوف یسعد۔ ہر انسان اپنے جائز اکتساب مال کیلئے سعی کرنے میں آزاد ہے۔ اور اسکی کوشش کا ثمرہ صرف اسی کا حق ہے۔ بیہقی کی حدیث ہے کہ طلب الحلال ذلیفۃ بعد العزیمۃ۔ دینی فرائض کے بعد رزق حلال کمانا بھی انسان پر فرض ہے۔ اذ اقصیت الصلوۃ فانتشر دانی الادوی ذابت عن من فضل اللہ۔ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ، تو زمین میں تلاش معاش کے لئے پھیل جاؤ۔ ان ہدایات میں معاشی ضروریات کے لئے سعی و عمل کی دعوت ہے۔ اور عمل کا بڑا محرک فطرۃ شخصی ملکیت کا تصور اور اختصاص و انفرادیت کا جذبہ ہے۔ اس فطری امر کو اسلام نے برقرار رکھا، بلکہ ان ہدایات کے ذریعہ اسکو عمل پر ابھارا۔

اجتماعیت | لیکن انفرادیت کا تقاضا پورا کرنے کے بعد اسلام نے انسان کے اجتماعی پہلو کے متعلق بھی ہدایات دیں۔ اور اجتماعی دائرے کے فرائض سے بھی اس کو

آگاہ کیا۔ اسلام نے انسان کو یہ تصور دیا کہ پوری انسانیت ایک برادری ہے اور ایک ہی کنبہ ہے۔ اور ایک ماں باپ کی اولاد ہے۔ یا ایہا الناس خلقتکم من ذکبروا نثی وجعلناکم شعوۃ و قبالہ بتعارفوا۔ اذکرکم عنہ اللہ اتقاکم انت اللہ علیہ خیر۔ اے انسانو! میں نے تم سب کو ایک ماں باپ سے پیدا کیا۔ اور تمہاری قومیں اور ذاتیں بنائیں تاکہ ایک دوسرے کا حق پہچانو۔ روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۶۲ میں ہے کہ لیعرفت بعمنکم بعضاً فمتصلوا الارحام و تبینوا الانساب و التوارث لالتفاخروا الخ۔ یعنی یہ کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، اور حق قرابت و انساب پہچان کر میراث کو اس کے مطابق تقسیم کرو۔ نہ اس لئے کہ تم

ایک دوسرے پر بڑائی جتلاؤ۔ یہی حق حضرت انسؓ سے مرفوعاً حدیث نقل کرتے ہیں: الناس عيال الله أحب الخلق الى الله من احسن الى عياله۔ تمام اولاد آدم اللہ کا کنبہ ہے۔ اللہ کو سب مخلوق میں وہی محبوب ہے، جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔ دفعہ اموالہم حق معلوم للتسلل المحقق قابل تعریف وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ اور قانونی واجبات کے علاوہ اپنے اموال میں سے سائل اور بٹال کو مالی مدد دینا اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں۔ یہی تفسیر مجاہد ابن عباس سے روح المعانی میں مرقوم ہے۔ اب جو قومیں خواہ روس ہو یا امریکہ، وحدت بشری کے اس فطری اجتماعی مسئلہ کو نظر انداز کرے تو اس قوم کی ساری کوشش اس حیثیت سے ہوگی کہ روسی امریکی قوم سر بلند ہو۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ باقی اقوام کو مغلوب اور مغلس اور تلاش بنا کر صرف ایک قوم کا پیٹ بھرنا اس کے پیش نظر رہے گا۔ اور اسکی وجہ سے عام معاشی عالمی حالت تباہ ہو جائے گی۔ جیسے آج کل کا مشاہدہ ہے۔ کہ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق نصف انسانی آبادی روٹی سے محروم ہے۔

انسان کا روحانی پہلو | انسان ایک روحانی مخلوق بھی ہے۔ اگر اس کو اللہ سے ربط ہو۔ اور نتائج اعمال اور مکافات عمل کا یقین ہو۔ قلب، بخل، حرص، تکبر اور

حب ذات اور حسد قوم کی گندی آلائشوں سے پاک ہو تو اسکی اپنی معاشی حالت بھی ٹھیک ہوگی۔ اور دوسرے انسانی افراد کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا۔ اور کوئی دوسرا انسان اس کے ظلم کا شکار نہ ہوگا۔ لیکن اگر خود انسانی روح ناپاک ہو تو اس کا وجود دوسرے انسان کے لئے وبال ہوگا اور ہر وقت دوسرے انسان اس کے جانی و مالی مظالم کے تحت مشغول رہیں گے، قوانین خواہ اچھے ہوں یا بُرے، لیکن ان کو نافذ کرنے والا بہر حال انسان ہی ہوگا۔ جب انسان کی روحانیت بگڑی ہوئی ہو، تو قوانین چاہے عادلانہ ہوں وہ کیا کر سکتے ہیں جسکی چشم دید دلیل دور حاضر کی بڑی طاقتیں ہیں۔ جو آئے دن ضعیف اقوام کو تباہ کر رہی ہیں۔ اور ان کو اقوام متحدہ نہ روک سکتی ہے، اور نہ زبان سے ظالم و جارح کو ظالم و جارح کہہ سکتی ہے۔ خود ویٹ نام میں امریکہ کی تباہ کن کارروائی اور عرب کے خلاف بڑی طاقتوں کے اشارہ پر یہود کے مظالم اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ اقوام متحدہ کو زبانی اور قلم ہلانے کی بھی یہ بہت نہیں کہ بُرے کو بُرا کہہ سکیں۔ قرآن نے صحیح فرمایا: وقد اطلع من ذلکھا وقد خاب من دسسا۔ کامیاب ہوا وہ انسان جو روح کو پاک کرے، اور ناکامیاب ہے وہ انسان جس نے اغراض و مصلحہ دنیوی کی گندگی سے روح کو آلودہ کیا۔

انسان کا نفسیاتی پہلو | انسانی نفس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدرت نے انسان میں مال کی محبت رکھی ہے، جسکی حکمت یہ ہے کہ اگر انسان پر،

کلّیۃً حب مال نہ ہو تو وہ طلب مال چھوڑ دے گا جس سے دنیا کی رونق بھی ختم ہو جائے گی اور چونکہ مال ہی سے انسانی زندگی قائم ہے۔ پس مال اگر نہ ہو تو خود انسان بھی ختم ہو جائے گا، یہی وہ فطری محبت ہے جسکو قرآن ان بلیغ الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ زین للنّاس حب الشّموات من النّساء والنّین والبقا طیر المقنطرة من الذّهب والفضة والخیل المسومة والانعام والحریث ذلک متاع الحیوة الدنیا واللّٰہ عندہ حسن العتاب۔ اس آیت میں دنیوی نبوبات کی پوری تفصیلی فہرست بیان کی گئی کہ انسان کو فطرۃً انسانوں میں سے بیویوں اور اولاد سے محبت ہے۔ اور جمادات میں سونے چاندی کے انباروں سے اور حیوانات میں عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں سے اور نباتات میں سے کھیت اور فصلوں سے۔

دوسری آیت میں یہ بتایا گیا کہ انسان مال کی محبت میں حد سے زیادہ حریص اور شدید ہے۔ اِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِید۔ اس لئے معاشی نظام کی درستی کے لئے انسان کے اس نفسیاتی جذبہ کی اصلاح اور اسکو اعتدال پر لانا ضروری ہے جس کے لئے اسلام نے مندرجہ ذیل ہدایات دیں۔
۱۔ مذکورہ فہرست کے بعد قرآن کا ارشاد ہے: ذلک متاع الحیوة الدنیا واللّٰہ عندہ حسن العتاب۔ یہ مذکورہ چیزیں چند روز فائدہ اٹھانے کا سامان ہیں۔ اور اللہ کے پاس وہ چیز ہے جو انجام حیات کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا: بلے توشرون الخیلة اللّٰہ والآخرۃ خیر و البقی۔ اس دو رجحانات کے فوائد کو تم ترجیح دیتے ہو۔ اور زندگی کا پہلی آخری دور عمدگی میں دنیا سے بڑھ کر ہے۔ اور پایا مارا بھی ہے۔ قرآن چونکہ خدا کے حکیم کا کلام ہے۔ اس لئے وہ نفسیاتی گمراہی سے واقف ہے کہ مال اور دنیوی فوائد کی فطری محبت توڑی نہیں جاسکتی، البتہ موڑی جاسکتی ہے۔ یعنی اس محبت کا ازالہ نہیں ہو سکتا، البتہ امانہ ہو سکتا ہے۔ یعنی اس محبت کا رخ ایک ایسے محبوب کی طرف پھیرا جاسکتا ہے۔ اس لئے قرآن نے گذشتہ آیات میں دنیوی نعمتوں کا اخروی نعمتوں کے ساتھ موازنہ کیا کہ اخروی نعمتوں میں بلحاظ انجام حسن ہے۔ لیکن دنیوی نعمتوں کا انجام فساد ہے۔ اور اخروی نعمتیں دنیوی نعمتوں کی بہ نسبت بہتر ہیں۔ اور یہ بہتری اگرچہ لامحدود ہے۔ لیکن اگر ان دونوں کے تفاوت کو پتھر اور سونے کے درمیان جو تفاوت ہے اس کے مشاثل قرار دیا جائے۔ تو بھی کوئی عاقل سونے پر پتھر کو ترجیح نہیں دے گا۔ اور نہ سونے سے پتھر کو زیادہ محبوب سمجھے گا۔ اور دوسرا موازنہ دوام اور ابتداء ہونے کا موازنہ ہے۔ اگر کسی عاقل کو کہا جائے کہ تم اگر چاہو تو میں تم کو ایک من پتھر چند دن کیلئے دوں گا، اور پھر واپس لوں گا۔ اور اگر چاہو تو ایک من سونا ہمیشہ کیلئے دوں گا تو یقینی بات

ہے کہ چند روز کیلئے پتھر حاصل کرنے کی نسبت دوا می طور پر ایک من سونا کا مالک بن جانے کو زیادہ محبوب جانے گا۔ اس لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کا رخ دنیا سے آخرت کی محبوبات کی طرف پھیر کر ان کے اس حرص دنیا دلاچ کا خاتمہ کر دیا۔ جس سے انسان کی معاشی حالت پر ضرب پڑتی تھی۔

۲۔ دوسری طرف اسلام نے یہ ہدایت دی کہ انسان کے تمام مفاسد کی جڑ حب دنیا ہے ظلم اور دوسرے انسانوں کی حق تلفی، چوری، ڈاکہ، سود، رشوت، خیانت، بے اصولی ان سب کا اہلی سبب حب دنیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: حُبِّ الدنیا راس کل خطیئة۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: اَتَمَنَ طَعْنًا وَ اِثْرًا لِّلْحَبِیْطَةِ الدُّنْیَا فَاتَّ الْحَبِیْطُ عَلَی الْمَادِیِّ۔ جس نے ظلم اور سرکشی اختیار کی۔ اور دوسروں کا حق مارا اور آخرت کی پادگار اور محبوب زندگی پر دنیا سے فانی کی حقیر زندگی کو ترجیح دی۔ تو اس نے جحیم اور دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنایا۔ الغرض ان ہدایات نے معاشی ٹوٹ کو ختم کیا۔ اور انسانی محبت، مال کو اپنے دائرہ کے اندر رکھا۔

۳۔ حُب مال جو انسانی معاشرہ کیلئے منبع فساد ہے، اس کے امالہ کے لئے عملی مشق کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے اسلام نے ایسے عملی قوانین عطا کئے کہ انسانی حرص اور حُب مال اس کی عملی مشق کی وجہ سے مغلوب ہو اور اس میں بنی نوع انسان پر مال صرف کرنے کی عادت بختہ ہو جائے اس کے لئے قانون زکوٰۃ کے تحت اموال تجارت میں نصاب اور سال گزر جانے کی شرط کے تحت اڑھائی فیصد محتاج طبقہ پر صرف کرنا لازم قرار دیا۔ اسی طرح زمین پیداوار میں اگر آبپاشی آسان ہو تو اس کا دسواں حصہ اور اگر مشکل ہو تو بیسواں حصہ محتاجین کا لازمی حق قرار دیا گیا۔ اس طرح مخصوص جرائم کے کفارہ کیلئے قانون نافذ کیا۔ کہ اگر روزہ توڑے یا بیہوشی کو یہ کہہ دے کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے ماں کی پشت تو ساتھ محتاجوں کو دو وقت کھانا یا کپڑے دینے پڑیں گے۔ اسی طرح اگر قسم توڑ دے تو اس کے کفارے میں دس محتاجوں کو کھانا یا کپڑا دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام نے صدقات نافلہ کی ترغیب دی بلکہ اس میں اس حد تک ہدایت دی کہ جو کچھ ضرورت سے زائد ہو۔ اس کو محتاجوں پر تقسیم کرو۔ وَیَسْئَلُونَکَ مَاذَا یُنْفَعُونَ قُلِ الْعَفْوَ۔ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ محتاجوں پر کس قدر خرچ کریں۔ کہہ دو کہ جس قدر مال ضرورت سے زائد ہو۔

انسان کا کائناتی پہلو | انسان کو اس لحاظ سے جی دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کل کائنات کا ایک اہم جزو ہے۔ جزو ہونے کے لحاظ سے بھی اس کے فرائض

ہیں۔ وہ یہ کہ وہ کائنات کے لئے موجب تعمیر ہو نہ موجب تخریب، انسان دورِ حاضر کائنات کے لئے تخریب کا سبب ہے۔ اگرچہ اس نے تعمیر کائنات میں بھی حصہ لیا، اور بے رہا ہے۔ لیکن اس کی تخریب تعمیر پر غالب ہے۔ بالخصوص اس ایٹمی دور میں جبکہ انسانِ جدید نے نہ صرف اہلک انسان بلکہ اہلک نباتات و عمارات، فسادِ آب و ہوا کے لئے وہ خطرناک سامان تیار کئے۔ کہ صرف ایک میزائل تین کروڑ انسانوں کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ اور ایک جراثیمی بم ہر تین چھٹانک وزن کا ہے۔ برطانوی سائنسدان کی تحقیق کے مطابق تمام کرہ ارض کی تباہی کے لئے کافی ہے جس سے جاندار، برد بھر، ہوا اور زمین کی قوتِ ناعیہ سب تباہ ہو جائیں گے۔ یہ وہ حکمتِ تخریب ہے۔

کشد گرد اندیشہ پر کار مرگ ہمہ حکمت اور پرستار مرگ

غیر ایٹمی دور کے ہزاروں سالوں کی کائناتی تباہی سے دورِ بائیس کی ایک گھنٹہ کی تباہی زیادہ ہے۔ اس تباہی کا لازمی نتیجہ معاشی انحطاط ہے بلکہ اس سے ذرائعِ معاش اور ان ذرائع سے کام لینے والے انسان سب تباہ ہو جائیں گے۔ اور زمین کاشت کے قابل نہ رہے گی۔ اور پانی میں جراثیم پھیل کر انسانی عیش اور زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ اور جو چیزیں انسان کے لئے مایہ حیات ہیں۔ وہ خاکستر کا ڈھیر بن جائیں گی۔

ترقی مستقل وہ ہے جو روحانی ہو اے اکبر اڑا جو ذرہ عنصر وہ پھر سوئے زمین آیا
ولا تكلونوا كالتی نقصنت غزلها من بعد قوة النكاحا۔ تم اس نادان عورت کی طرح مت بنو
جو اپنی محنت سے مضبوط کاتے ہوئے سوت کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر تی تھی۔

انسان کلیۃً آزاد نہیں، وہ کائنات کے حکمِ اعلیٰ کے ماتحت ہے۔ انسان کا الہی پہلو

اس کے ہاتھ میں جس قدر معاشی اور غیر معاشی نعمتیں ہیں۔ وہ اسی حکمِ اعلیٰ کی امانت ہے۔ اور اسی کے حکم کے تحت حاصل کی جائیں گی۔ اور اسی کے حکم کے ماتحت صرف ہوں گی۔ اس لئے اس نے اکتسابِ مال پر پابندی لگائی ہے۔ تاکہ سرمایہ دارانہ مفاسد پیدا نہ ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مالِ حلال ذریعہ سے حاصل کیا جائے، نہ حرام ذریعہ سے۔ تاکہ سرمایہ دارانہ طغیان اور سرکشی پیدا نہ ہو۔ اس لئے اس نے دلائلِ اموالکم بینکمہ بالباطل۔ یعنی تم ایک دوسرے کا مال ناحق مست کھاؤ۔ کہہ کر باطل کمائی کے تمام دروازے بند کئے، خواہ استثمار ہو، استحصان بالخبر ہو، رشوت و سود ہو، ظلم خیانت چوری ہو۔ یہ قانونِ اسلامی کی اکتسابی تحدید ہے۔ مجموعہ دولتِ پونکہ

مجموعہ افراد انسانی کا ذریعہ معاش ہے۔ اگر ایک انسانی طبقہ ناجائز ذرائع سے مال بڑھائے گا تو دوسرے طبقے میں اسی تناسب سے مال کی کمی پیدا ہوگی۔ کیونکہ ناجائز ذرائع کا استعمال دوائیوں کے درمیان ہے۔ انسان اور غیر انسان کے درمیان نہیں۔ جب ایک طبقہ کے پاس ناجائز ذرائع سے مال آئے گا، تو جس انسان کے ساتھ اس نے ناجائز معاملہ کیا۔ اس کے پاس مال کی کمی پیدا ہوگی اور توازن معاشی بگڑ جائے گا۔

انفاقی تحدید | اسلام نے دوسری تحدید اور پابندی مال خرچ کرنے پر لگائی کہ وہ ناجائز کام میں صرف نہ ہو، جو تہذیب ہے۔ اور نہ بے ضرورت خرچ ہو، جو اصراف ہے۔ بلکہ خرچ میں اعتدال قائم رکھا جائے۔ دلائل بتدبیرات المبدیین كانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لہ کفورا۔ تم ناجائز کاموں میں مال صرف نہ کرو کہ ایسے لوگ شیطان کے بھاتی ہیں۔ اور شیطان خدا کی نعمت کا ناشکر گذار ہے۔ دیکھئے! قرآن نے اس جرم کے لئے کس قدر سخت لفظ استعمال کیا۔ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فتعبد ملوما محسودا۔ تم خرچ کے وقت نہ ماتحتوں کو گردن کے ساتھ باندھے رکھو کہ ضرورت پر بھی خرچ نہ کرو۔ اور نہ بہت پھیلا کر کھو۔ کہ غیر ضروری اشیاء پر خرچ کرنے لگ جاؤ۔ پہلی صورت میں بخل کا الزام لگ کر رسوا اور ملامت زدہ ہو جاؤ گے۔ اور دوسری صورت میں خود غریب اور در ماندہ ہو جاؤ گے۔ حدیث میں آیا الاستغناء نصف المعیشۃ۔ خرچ میں میاں ردی آدمی معیشت کو درست کرنا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ البزادة من الایمان۔ سادہ زندگی ایمان کی علامت ہے۔ خود حضور علیہ السلام غفار راشدین صابہ کرام اور مقبول بارگاہ الہی نے سادہ زندگی گذاری، ان ہدایات کی حکمت یہ ہے کہ جب مال ناجائز محل میں یا بے جا صرف ہوگا۔ تو بچیت نہ ہوگی اور وہ محتاج طبقہ پر کچھ صرف نہ کر سکے گا۔ اگر صرف بے جا کی وجہ سے مال ہی نہ رہا تو غریب طبقہ کی خبر گیری کیسے کر سکے گا۔ اور محتاجوں پر خرچ کرنے کے لئے اس کا ہاتھ خالی ہوگا۔ اسلام چاہتا ہے کہ دولت کا رخ بے جا محل سے موڑ کر کاثریہ، عاقل اور شاعت دین کے کاموں کی طرف متوجہ کر دے اور یہی چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے معاشی حالت میں بھی توازن پیدا ہوگا اور نیکی بھی پھیلے گی جس سے دنیا بھی سدھرے گی اور آخرت بھی۔ یورپ کے صرف بے جا کی تفصیل گذر چکی ہے۔ جو عدم توازن معاشی کا اصلی سبب ہے

تقسیم دولت | اسلام نے ایسے قوانین عطا کئے، جس سے زندگی میں بھی دولت زیادہ سے زیادہ حرکت کرے۔ اور مرنے کے بعد بھی۔ زندگی میں تانین خمس:

قانون نكوة، قانون عشر ونصف عشر و ربع عشر، قانون كفارات، قانون صدقة الفطر، قانون اداء زكوة عطاء سائل و محروم اور اعطاء زكوة عن الضرورت ایسے قوانین ہیں جس سے دولت تقسیم ہو کر متحرک ہو باقی ہے۔ اور معاشی سطح متوازن ہو جاتی ہے۔ ادا یا عالم اور قوانین انسانیہ میں ایسے مکمل نظام کی نظر وجود نہیں۔

انسان جب مہ جاتا ہے، تو یورپ کے قانون میں اکبر الاول یعنی سب سے بڑا بیٹا یا بیٹی وارث ہوتے ہیں گویا ایک سانپ خزانے سے بٹا اور ایک دوسرا اس کی جگہ بیٹھ گیا۔ باقی رشتہ داروں کو صرف گزارہ دیا جاتا ہے۔ ہندو اور منودھرم شاستر میں صرف لڑکے وارث ہیں، لڑکیاں وارث نہیں۔ لیکن اسلام نے وراثتی تقسیم کا مکمل نظام مقرر کیا، کہ اس میں کل اولاد ذکور و اناث، بیویاں، والدین، بھائی بہنیں اور چچے بھتیجے سب حسب ترتیب مقرر حق دار ہوتے ہیں جن کی تین قسمیں ہیں: ذوالفروض، حبات، ذوالارحام وغیرہ۔ میں نے اپنی اردو تصنیف شرعی ضابطہ دیوانی میں اس کو مفصل لکھا ہے۔ اگر مذکورہ ورثا موجود ہوں، تو پھر میت کا کل ترکہ بیت المال میں تمام مسلمانوں کا حق بن جاتا ہے۔ مختصر خاکہ ہے۔ جو ہم نے اسلامی معاشی نظام کے سلسلے میں پیش کیا۔

یورپ اور امریکہ نے آخرت اور دین کو تو چھوٹا صرف روٹی کی تقسیم کا مسئلہ ہاتھ میں لیا۔ لیکن اس تقسیم کا جو نتیجہ ہے۔ وہ ہم نے اس مقابلہ میں نقل کیا ہے کہ اقوام متحدہ کی سماجی رپورٹ ہے کہ انسانوں کی نصف آبادی بھوک کی اور امراض میں مبتلا ہے۔ قرآن نے اعلان کیا کہ نحن قسمنا بينهم معيشتهم کہ روٹی کی تقسیم ہم نے کی ہے جبکی تفصیل ہم نے ابھی بیان کی اس لئے اسلام نظام معاشی ۷ دور میں نوحی نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز مال کے نئے لوگوں کو بلاتے تھے۔ ابن کوئی نہ آیا۔ تقسیم رزق کا کام تھا جب انسان ناقص نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو نصف دنیا وکی ہو گئی اور یقینی بات ہے کہ جو کام کمشنر یا گورنر کے کرنے کا ہو اسکو کوئی چراسی ہرگز انجام نہیں دے سکتا۔ تو آئین تقسیم رزق جو خدا کا کام ہے اسکو ضعیف انسان جو خدا سے بدرجہا کم اہلیت رکھتا ہے، یہ انجام دے سکے گا۔ یورپ نے جب تقسیم رزق کا مسئلہ ہاتھ میں لیا۔ تو لوگوں کو امید تھی کہ اب روٹی کی فراوانی ہوگی۔ لیکن ہوا کیا۔ بقول اکبر۔

تھے فکر میں کیک کے سو روٹی بھی گئی
اپنی تو ہوئی وہی مثل اسے اکبر
چاسی تھی بڑی پیڑ سو چھوٹی بھی گئی
پتلون کے فکر میں لنگوٹی بھی گئی